رسائل و مسائل

تقریر میں قسم اٹھانا

ایک پوسٹر میں ایک جملہ: "شہدائے بدر و احد و حضرات عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ و حسینؓ کے لہو کی قسم" استعمال کیا گیا ہے۔ ایک صاحب کے بقول یہ شرک کے مترادف ہے۔ اس سلسلے میں آپ کی علمی رائے کا طالب ہوں۔

قسم کی دو قسمیں ہوتی ہیں: ایک شرعی اور دوسری لغوی۔ شرعی قسم میں ایک کام کو کرنے کے لیے عزم کا اظہار کیا جاتا ہے اور اس کے لیے کسی ایسی ذات کی قسم اٹھائی جاتی ہے جسے نفع و نقصان کا مالک اور دور و نزدیک سے مدد کے لیے پہنچنے پر قادر سمجھا جائے۔ اس عقیدے کے ساتھ تعظیماً قسم اٹھائی جائے اور قسم کا مقصد یہ ہو کہ کام کو لازماً کیا جائے گا کہ اس کام کے کرنے پر عظیم ذات کی قسم اٹھائی گئی ہے۔ نیز قسم کو توڑنے کا خوف ہو اور یہ سمجھا جائے کہ قسم توڑ دی گئی تو اس کا کفارہ ادا کرنا پڑے گا۔ اس طرح کی شرعی قسم تو اللہ اور اس کی صفات کے علاوہ کسی دوسری ذات کی نہیں اٹھائی جا سکتی اور اگر کوئی اٹھائے گا تو شرک کا مرتکب ہو گا۔

دوسری قسم لغوی ہوتی ہے جس میں **مقسم بہ** کے متعلق وہ عقیدہ بھی نہ ہو جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں ہوتا ہے' نہ ہی اس طرح کی قسم اس لیے اٹھائی جاتی ہے کہ اسے توڑا نہ جائے اور نہ ہی خلاف ورزی پر کوئی کفارہ ہو۔ غیراللہ کی اس طرح کی قسم شرک نہیں ہے بلکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ قسم ثابت ہے۔ آپؐ نے متعدد مواقع پر **وابیہ** "اس کے باپ کی قسم" کے کلمات استعمال کیے ہیں۔ اس لیے مسئولہ کلمات یا قسم کے لیے اس طرح کے دوسرے کلمات کے بارے میں کوئی حکم لگانے سے پہلے متعلقہ شخص سے پوچھنا چاہیے کہ اس نے یہ قسم کس نیت سے اٹھائی ہے۔ اس سلسلے میں اس کے عقائد و افکار کو بھی دیکھا جائے' اس کے بعد فیصلہ کیا جائے کہ اس نے شرک کیا ہے یا نہیں۔ ماضی میں' جو کچھ ہو چکا' اس کے بارے میں مذکورہ اصول کو اپنایا جائے' اور مستقبل کے بارے میں عمومی ہدایت یہی کی جائے کہ لوگ غیراللہ کی لغوی قسم سے بھی پرہیز کریں کہ غیراللہ کی لغوی قسم اس کی شرعی قسم کا بتدریج ذریعہ بن سکتی ہے۔ اگر اس طرح کا سلسلہ بلاروک ٹوک جاری رہا تو پھر لغوی اور شرعی قسم میں فرق اور امتیاز ختم ہو جائے گا۔ علامہ انور شاہ کشمیریؒ نبیؐ کی قسموں پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "سب سے اچھا جواب وہ ہے جو علامہ چلبی

نے مطول کے حاشیے میں **ولعمری** "مجھے اپنی عمر کی قسم" کے الفاظ پر اور علامہ شامی نے درمختار کے خطبہ پر گفتگو کرتے ہوئے دیا ہے کہ "یہ لغوی قسم ہے، شرعی نہیں"۔ پہلی (یعنی لغوی قسم) سے مقصود صرف کلام کی زینت ہوتی ہے، اس کے علاوہ کچھ اور مقصود نہیں ہوتا جبکہ دوسری (یعنی شرعی قسم) سے تاکید اور جس ذات کی قسم اٹھائی جاتی ہے، اس کی تعظیم مقصود ہوتی ہے۔ ممنوع دوسری قسم ہے، پہلی نہیں۔ اور نبی کریمؐ نے جو قسم اٹھائی ہے وہ پہلی ہے، نہ کہ دوسری۔ پھر بھی میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ سد ذریعہ کے طور پر مطلقاً منع کیا جائے تاکہ لوگ اس میں تساہل سے کام نہ لیں" (فیض الباری، ج ۱، ص ۱۳۹-۱۴۰)۔

اشتہار میں جو قسم اٹھائی گئی ہے اس سے میرے نزدیک کلام کی تزئین مقصود ہے۔ اسی لیے شرک نہیں ہوا، لیکن آیندہ کے لیے ہدایات دی جاتی رہیں کہ اس طرح کی قسموں سے بھی پرہیز کیا جائے۔ تقریر و تحریر اور پوسٹرز وغیرہ میں اس قسم کی عبارات استعمال نہ کی جائیں۔ واللہ اعلم! **(مولانا عبدالمالک)**

اسلام اور تصور جشن

میرے ذہن میں کچھ سوالات ہیں، ان کے جواب درکار ہیں:

۱- گولڈن جوبلی، سلور جوبلی، ڈائمنڈ جوبلی، پلاٹینم جوبلی--- کا اسلام میں کیا تصور ہے؟ ان رسومات اور جشن منانے کا پس منظر کیا ہے؟ کیا اسلام میں بھی فتح مکہ یا کسی اور آزادی کی جوبلی منائی گئی؟ لفظ جوبلی کا اصطلاحی اور لغوی مفہوم کیا ہے؟

۲- نبی کریمؐ یا خلفاے راشدین کے دور میں، کیا ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کے لیے ویزا اور اس قسم کی کوئی چیز تھی؟ اگر تھی تو اس کی شرائط کیا تھیں؟ اگر ویزا سسٹم رائج نہ تھا تو آج وہ ممالک جن کا دعویٰ ہے کہ ان کے ہاں اسلامی قانون نافذ ہے، ان میں داخلے کے لیے ویزا کی پابندی کیوں ہے؟ غالباً قرآن حکیم میں ایسی کسی پابندی کی نشان دہی بھی نہیں کی گئی ہے۔ نیز ویزا کے حصول کے لیے اسلامی نقطہ نگاہ سے کیا شرائط ہو سکتی ہیں؟

پاکستان میں اس وقت جس اہتمام سے پچاس سالہ جشن منایا جا رہا ہے اور جسے گولڈن جوبلی کا نام دیا گیا ہے، اس حوالے سے آپ کا سوال دلچسپ بھی ہے اور آج کے مسائل سے تعلق بھی رکھتا ہے۔ انگریزی زبان میں لفظ jubilate کا مفہوم انبساط و خوشی کا اظہار ہے۔ jubilant وہ صفت انبساط ہے جو ایک فرد یا ماحول میں پائی جاتی ہے۔ البتہ لفظ Jubilee تاریخی طور پر یہودیوں کے سال نجات، بعض انبساطی تہواروں اور خصوصاً ہر پچاس سال پر ایک ایسے تہوار سے تعلق رکھتا ہے جس میں غلاموں کو آزاد کرنے اور زمینوں